قاتلین امام حسینؑ کوفی شیعہ؟

مؤلف: سید شہباز اصفہانی

قاتلین امام حسینؑ کوفی شیعہ؟

مؤلف: سید شہباز اصفہانی

فہرست

قاتلین امام حسین علیہ السلام کوفی شیعہ؟ -- 4
عہد شکن اہلِ کوفہ — اہلِ سنت کے سلف میں سے -- 5
سلیمان بن صرد خزاعی کا صحابی ہونا اور ان کی عہد شکنی -------------------------------------- 7
رفاعہ بن شداد -- 10
مسیب بن نخبہ بن ربیعہ -- 11
دوسری قسم: قاتلین مباشر -- 11
عمر بن سعد بن أبي وقاص ﴿لعنہ اللہ﴾ -- 12
شمر بن ذوالجوشن ﴿لعنہ اللہ﴾ -- 17
عمرو بن الحجاج الزبیدی ﴿لعنہ اللہ﴾ -- 21
عمرو بن حریث مخزومی ﴿لعنہ اللہ﴾ -- 24
مخالفین سے ہمارے سوالات -- 26
اہل سنت کا خلیفہ -- 29
خلیفہ کا والی وامیر بر کوفہ: عبید اللہ بن زیاد بن ابیہ -- 31
سوال -- 34
واقعہ عاشورا پر راضی اور اس کے سامنے خاموش رہنے والے لوگ ---------------------------- 36

قاتلین امام حسین علیہ السلام کوفی شیعہ؟

ہر سال جب ماہ محرم اور سید و شہدا حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ السلام کے ایّامِ عزا آتے ہیں، تو یزیدی نسل کے لوگ اور اُن کے پیروکار ہم شیعوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ تم خود اپنے امام کے قاتل یا اُن کی شہادت کا سبب ہو، اور اس واقعے کے خود ذمہ دار ہو۔

اب ہم ان الزامات کو صاعقۂ حیدری سے نیست و نابود کر دیں گے اور یزید زادوں کو ایک ایسا سبق سکھائیں گے جسے وہ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

اہل سنت کے سلف (پیشرو) امام حسین علیہ السلام کے قاتل"

مجموعی طور پر چار گروہ امام حسینؑ کی شہادت میں ملوث اور اس سانحے کے ذمہ دار ہیں:

1. عہد شکن (اہلِ کوفہ)
2. براہِ راست قاتل (عمر بن سعد اور اس کے لشکری)
3. حکمران (ابن زیاد اور یزید بن معاویہ)
4. وہ لوگ جو اس واقعے پر راضی تھے یا خاموش تماشائی بنے رہے۔

یہ چاروں گروہ واقعۂ عاشورا کے پیش آنے میں براہِ راست یا بالواسطہ طور پر دخیل تھے، اور اس سانحے کے مجرم اور سبب بننے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان چاروں گروہوں میں اہل سنت کے ایسے "سلفِ ناصالح" شامل ہیں، جیسے اہل عہد شکن (اہلِ کوفہ)۔

مکتب سقیفہ والے ہم شیعوں پر جو الزام لگاتے ہیں کہ واقعۂ عاشورا اور امام حسینؑ اور ان کے وفادار اصحاب کی شہادت کے ہم ذمہ دار ہیں، اس کا منبع اہل کوفہ کی عہد شکنی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ اہلِ کوفہ تم شیعوں جیسے تھے، اور اسی لیے تم اس سانحے کے اصل ذمہ دار ہو۔

جواب:

اوّلاً: اہل کوفہ کا "شیعہ" ہونا وہ نام ہے جو آپ (اہل سنت) نے ان پر رکھا ہے، نہ یہ کہ وہ حقیقت میں تمام کے تمام شیعہ تھے۔

اگرچہ ان میں بعض مخلص شیعہ موجود تھے، لیکن تمام یا اکثریت کو "شیعہ" کہنا سراسر غلط ہے۔

یہی نام گذاری آپ نے اس بنیاد پر کی کہ اہل کوفہ خلافتِ امیر المؤمنین امام علی علیہ السلام کے دور میں ان کے لشکر میں تھے اور فرعونِ امت معاویہ کے خلاف صف آرا تھے۔

لیکن صرف امام علیؑ کے لشکر میں ہونا، کسی کے حقیقی شیعہ ہونے کی دلیل نہیں بنتی۔

آپ نے ہی ان لوگوں کو "شیعہ" کہا، حالانکہ اگر آپ کی اس بنیاد کو تسلیم کیا جائے، تو پھر صحابہ جیسے حضرت عمار بن یاسر (رضوان اللہ علیہ) کو بھی آپ کو شیعہ ماننا پڑے گا۔

جبکہ آپ کے مطابق "شیعہ" بدعتی ہیں، اور "بدعتی" راوی کی حدیث آپ کے اصولوں کے مطابق قابل قبول نہیں ہوتی یا محدود قبولیت رکھتی ہے۔ اس طرح آپ کا یہ معیار "عدالتِ صحابہ" کو بھی چیلنج کرتا ہے۔

عہد شکن اہلِ کوفہ ـــ اہلِ سنت کے سلف میں سے:

اہل سنت اپنے آپ کو "سلف صالح" کا پیرو مانتے ہیں، اور ان کے نزدیک سلف صالح کی تعریف تین طبقات پر مشتمل ہے:

1 صحابہ

2 تابعین

3 اتباع تابعین

اہل سنت اپنے آپ کو ان "سلف صالحین (پڑھیں: قاتلین)" کی پیروی کا پابند سمجھتے ہیں۔

یہاں تک کہ قرآن و سنت کو بھی انہی سلف صالحین (قاتلین) کے فہم کی روشنی میں سمجھتے ہیں۔

اور ان کے نزدیک ان سلفِ صالحین کے سرتاج صحابہ ہیں جن کی تعریف کے مطابق جو کوئی اسلام لایا ہو، نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو اور کچھ سنا ہو، وہ صحابی ہے۔

اب انہی اہل سنت کے اصولوں اور اصطلاحات کی روشنی میں، اہل کوفہ کے عہد شکن نہ صرف یہ کہ شیعہ نہیں تھے، بلکہ انہی کے "سلف" میں شامل تھے۔

ان عہد شکنوں میں:

تابعین بھی شامل تھے،

اتباع تابعین بھی،

اور یہاں تک کہ کچھ صحابہ (جنہیں اہل سنت "خیر الناس" یعنی بہترین لوگ کہتے ہیں) بھی شامل تھے۔

اب ہم اختصار کے پیشِ نظر اور اپنی بات کے اثبات کے لیے چند مثالیں پیش کریں گے۔

سلیمان بن صرد خزاعی:

جناب سلیمان بن صرد خزاعی صحابہ کرام میں سے تھے، بلکہ جلیل القدر صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔

یہ وہ شخص تھے جنہوں نے امام حسینؑ کو خط لکھا تھا اور دعوت دی تھی کہ ہمارے پاس آیئے، ہم آپ کی نصرت و مدد کریں گے۔

لیکن جب امام حسینؑ تشریف لائے، تو یہ اور دیگر افراد اپنے عہد پر قائم نہ رہ سکے اور امام کی مدد کے لیے نہ نکلے۔

سلیمان بن صرد خزاعی کا صحابی ہونا اور ان کی عہد شکنی:

۱: ابن کثیر :

سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ الْخُزَاعِيُّ أَبُو مُطَرِّفٍ الْكُوفِيُّ صَحَابِيًّا جَلِيلًا نَبِيلًا عَابِدًا زَاهِدًا..... وَكَانَ أَحَدُ مَنْ كَانَ يَجْتَمِعُ الشِّيعَةُ فِي دَارِهِ لِبَيْعَةِ الْحُسَيْنِ، وَكَتَبَ إِلَى الْحُسَيْنِ فِيمَنْ كَتَبَ بِالْقُدُومِ إِلَى الْعِرَاقِ، فَلَمَّا قَدِمَهَا تَخَلَّوْا عَنْهُ، وَقُتِلَ بِكَرْبَلَاءَ

سُلَیمان بن صُرَد خُزاعی ابو مُطرّف کوفی، جلیل القدر صحابی، نیک، عبادت گزار، زاہد تھے... اور وہ اُن افراد میں سے تھے جن کے گھر میں شیعہ امام حسینؑ کی بیعت کے لیے جمع ہوتے تھے، اور انہوں نے اُن لوگوں میں شامل ہو کر امام حسینؑ کو عراق آنے کے لیے خط لکھا، لیکن جب امام عراق تشریف لائے، تو یہ لوگ اُن کا ساتھ چھوڑ گئے، اور امامؑ کربلا میں شہید کر دیے گئے۔[1]

۲: ابن عبد البر و ذہبی:

سليمان بن صُرد الأَمِيْرُ، أَبُو مُطَرِّفٍ الخُزَاعِيُّ الكُوْفِيُّ، الصَّحَابِيُّ..... قَالَ ابْنُ عَبْدِ البَرِّ: كَانَ مِمَّنْ كَاتَبَ الحُسَيْنَ لِيُبَايِعَهُ، فَلَمَّا عَجِزَ عَنْ نَصْرِهِ نَدِمَ وَحَارَبَ. قُلْتُ: كَانَ دَيِّنًا عَابِدًا خَرَجَ فِي جَيْشٍ تَابُوا إِلَى اللهِ مِنْ خِذْلَانِهِمُ الحُسَيْنَ الشَّهِيْدَ، وَسَارُوا لِلطَّلبِ بِدَمِهِ، وَسُمُّوا جَيْشَ التَّوَّابِين.

[1] البدایہ والنہایہ، ابن کثیر، ج ۱۱، ص ۷۰۲

سلیمان بن صُرد الأمیر، ابو مطرف الخزاعی کوفی، صحابی تھے۔

ابن عبد البر نے کہا: وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے امام حسینؑ کو خط لکھا تاکہ ان کی بیعت کریں۔

لیکن جب امام حسینؑ کی مدد نہ کر سکے تو پچھتاوا کیا اور پھر لڑے۔ میں نے (ذہبی): کہا وہ ایک دیندار اور عبادت گزار شخص تھا، بعد میں وہ "تابعین" کے لشکر کے ساتھ شامل ہوا، جو اپنے اس خیانت پر توبہ کر کے امام حسینؑ کی شہادت کا بدلہ لینے نکلا، اور اس لشکر کو "لشکرِ توابین" کہا جاتا ہے۔[1]

۳: ابن حجر عسقلانی:

سليمان بن صرد بن الجون بن أبي الجون بن منقذ بن ربيعة بن أصرم بن حرام الخزاعي أبو مطرف الكوفي له صحبة روى عن النبي صلى الله عليه و آله وسلم....... وكان فيمن كتب إلى الحسين يسأله القدوم إلى الكوفة فلما قدمها ترك القتال معه

سلیمان بن صرد بن جون بن أبی الجون بن منقذ بن ربیعہ بن أصرم بن حرام الخزاعی ابو مطرف کوفی، صحابی تھے۔ ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے نبی ﷺ سے ملاقات کی اور ان سے حدیث روایت کی۔ وہ ان افراد میں شامل تھے جنہوں نے امام حسینؑ کو خط لکھ کر کوفہ آنے کی دعوت دی تھی۔ لیکن جب امام حسینؑ پہنچے تو یہ لوگ ان کا ساتھ چھوڑ گئے اور ان کے ساتھ جنگ میں حصہ نہ لیا۔[2]

۴: ابن سعد:

سليمان بن صرد بن الجون بن أبي الجون وهو عبد العزى بن منقذ بن ربيعة بن أصرم بن ضبيس بن حرام بن حبشية بن كعب بن عمرو ويكنى أبا مطرف أسلم وصحب النبي صلى الله عليه وسلم.....كان فيمن كتب إلى الحسين بن علي أن يقدم الكوفة فلما قدمها أمسك عنه ولم يقاتل معه كان كثير الشك والوقوف فلما قتل الحسين ندم۔

[1] سیر اعلام النبلاء، ج ۴، ص ۴۱۶

[2] تقریب التھذیب ج ۴، ص ۲۰۰

سلیمان بن صرد بن الجون بن أبي الجون (اور وہ عبد العزیٰ بن منقذ بن ربیعہ بن أصرم بن ضُبَیس بن حرام بن حُبشیہ بن کعب بن عمرو تھے)، اور ان کی کنیت "ابو مطرف" تھی۔ یہ اسلام لائے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت اختیار کی (یعنی صحابی تھے)۔ وہ ان افراد میں شامل تھے جنہوں نے امام حسینؑ بن علیؑ کو خط لکھا کہ آپ کوفہ تشریف لائیں۔ لیکن جب امام حسینؑ آئے، تو سلیمان بن صرد ان کی مدد کو نہ نکلے اور ان کے ساتھ قتال نہ کیا۔ وہ کثرتِ شک و تردّد کا شکار تھے اور معاملے میں تاخیر و توقف کرتے رہے۔ جب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو سلیمان کو سخت ندامت ہوئی۔[1]

پس یہ ثابت ہو گیا کہ سلیمان بن صرد خزاعی صحابہ میں سے تھے اور ان افراد میں سے ایک تھے جنہوں نے امام حسینؑ کو دعوت دی، لیکن جب امام آئے، تو امام کی نصرت سے ہاتھ کھینچ لیا۔

پس جماعتِ سقیفہ کو ہوشیار رہنا چاہیے کہ یہ نہ کہیں کہ شیعہ ہی امام حسینؑ کے قاتل ہیں، کیونکہ شیعہ نے امام کو بلایا، مگر ان کی مدد نہ کی۔ اوّل یہ کہ اہل کوفہ شیعہ نہیں تھے،

دوم یہ کہ سلیمان بن صرد خزاعی جیسے صحابی ان افراد میں شامل تھے جنہوں نے امام کو دعوت دی، لیکن پیمان توڑا اور جب امام روانہ ہوئے تو ان کی مدد نہ کی۔ کیا یہ صحابی شیعہ تھا؟!

جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی ایک پر بھی نقص یا عیب لگاتا ہے، اس کا اہل سنت کے ہاں کیا حکم ہے؟

قال أبو زرعه الرازي: إذا رأيت الرجل ينتقص أحدا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم أنه زنديق

اگر تم دیکھو کہ کوئی رسول اللہ ﷺ کے کسی بھی صحابی کی توہین یا تنقیص کر رہا ہے، تو جان لو کہ وہ زندیق ہے۔[2]

---

[1] الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، ج۴، ص ۲۹۲

[2] الإصابہ في تمییز الصحابہ، العسقلاني، ج۱، ص ۲۲

نتیجہ:

پس ثابت ہوا کوفیوں میں کس نے امام حسین علیہ السلام کو دھوکہ دیا اور عین وقت پر ساتھ دینے سے گریز کیا بیان کیا تھا اور معلوم ہوا کہ وہ اہلسنت کا جلیل القدر صحابی سلیمان بن صرد الخزاعی تھا۔

اب مزید افراد جو اہلسنت کے نزدیک تابعین میں شمار ہوتے ہیں اور ان افراد میں شامل ہیں جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کا ساتھ نہ دیا۔

۱: رفاعہ بن شداد:

النسب: القتبانی، البجلی، الکوفی، الیمنی

اہلسنت مذہب میں یہ ثقہ راویوں میں سے شمار ہوتا ہے۔

ابن حبان لکھتا ہے:

رِفَاعَة بْن شَدَّاد الفتیانی كُنْيَتُهُ أَبُو عَاصِم وفتيان بطن من بجيلة من أهل الْيمن عداده فِي أهل الْكُوفَة يروي عَن عَمْرو بْن الْحمق الْخُزَاعِيّ روى عَنهُ السدي وَكَانَ مِمَّن انفلت من عين الوردة حِين قتل الْحُسَيْن بْن عَليّ فِي تِسْعَة آلَاف من أَصْحَاب الْحُسَيْن فَتَلَقاهُمْ عبيد الله بْن زِيَاد فِي أهل الشَّام فَقَتلهمْ عَن آخِرهم

ان کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔ وہ عمرو بن الحمق خزاعی سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے سدی نے روایت کی ہے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو 'عین الوردۃ' کی لڑائی سے بچ نکلے تھے، جب امام حسین بن علیؑ شہید کیے گئے تھے۔ حسینؑ کے نو ہزار اصحاب تھے، جنہیں عبید اللہ بن زیاد نے اہل شام کے ساتھ آلیا، اور ان سب کو قتل کر دیا گیا۔[1]

۲ : مسیب بن نخبہ بن ربیعہ:

ذہبی اس کے بارے لکھتا ہے:

وَكَانَ أَحَدُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْكِبَارِ فِي جَيْشِ التَّوَّابِينَ الَّذِينَ خَرَجُوا يَطْلُبُونَ بِدَمِ الْحُسَيْنِ

اور وہ ان بزرگوں میں سے ایک تھے جو لشکرِ توّابین میں شامل ہو کر نکلے تھے، جو امام حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے نکلے تھے۔[2]

ابن حجر کہتا ہے:

المسيب بن نجبة بفتح النون والجيم والموحدة الكوفي مخضرم من الثانية مقبول[3]

دوسری قسم: قاتلین مباشر:

عہد شکنوں کے بعد، امام حسینؑ کی شہادت میں سب سے اہم کردار اُن لوگوں کا ہے جو براہِ راست امام کے مقابلے میں آئے اور ان سے جنگ کی۔

---

[1] الثقات ابن حبان ج ۴ ، ص ۲۴۰

[2] تاریخ اسلام، ذہبی، ج ۵ ، ص ۱۵۱

[3] تقریب التهذیب (عبدالحکیم صالح) ج ۳، ص ۲۲۶

یہ گروہ بھی اہلِ سنت کے سلفِ صالح (قاتلین) سے خالی نہیں ہے؛اس میں صحابہ بھی شامل تھے، بعض صحابہ کے بیٹے یعنی تابعین بھی،اور دیگر ایسے افراد بھی جن کی توثیق اہلِ سنت کے علمانے کی ہے۔

عمر بن سعد بن أبي وقاص (لعنہ اللہ)

اس شخص نے امام حسینؑ،ان کے اہل بیتؑ اور اصحاب کو شہید کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا،اور وہ اس لشکر کا سپہ سالار تھا جو روزِ عاشورا امام حسینؑ کے مقابلے میں کھڑا ہوا تھا۔

وہ اہل سنت کے جلیل القدر صحابی، سعد بن ابی وقاص (جو جنت کی بشارت پانے والوں میں سے ہیں) کا بیٹا تھا۔

اے اہل سنت! کیا عمر بن سعد،اس عظیم صحابی کا بیٹا شیعہ تھا یا سنی؟ کیا وہ آپ کے "خیر القرون" (بہترین زمانے والے سلف) میں شامل نہیں ہے؟

عجلی راقم ہے:

عمر بن سعد بن أبي وَقاص مدنِي ثِقَة كَانَ يروى عَن أَبِيه أَحَادِيث وروى النَّاس عَنهُ وَهُوَ الَّذِي قتل الْحُسَيْن

عمر بن سعد بن ابی وقاص مدنی، ثقہ (قابلِ اعتماد) تھا۔ وہ اپنے والد (سعد بن ابی وقاص) سے احادیث روایت کرتا تھا،اور لوگوں نے (بھی) اس سے روایات نقل کی ہیں۔ اور وہی ہے جس نے حسین (علیہ السلام) کو قتل کیا۔[1]

ماشاءاللہ! تبارک الرحمن،اہل سنت کی اہل بیت اور امام حسینؑ کے لیے ایسی محبت!

عجلی کہتے ہیں کہ عمر بن سعد (لعنت اللہ علیہ) ایک ثقہ تھا جو اپنے والد سے احادیث روایت کرتا تھا،اور وہی ہے جس نے امام حسینؑ کو قتل کیا! ماشاءاللہ، مبارک ہو آپ کو یہ ثقہ تابعی جو جنت کی بشارت پانے والے بڑے صحابی کا بیٹا ہے!

---

[1] الثقات العجلی، ج ۲، ص ۱۶۶

اب جواب دیجئے: کیا یہ عمر بن سعد اہل سنت تھا یا شیعہ ؟اور آپ کے علما نے اس ملعون کی تشیع کا ذکر کیوں نہیں کیا؟

عجلی نے آگے ایک بات کہی ہے جو نہایت ہی مضحکہ خیز ہے، اور ہمیں اسے اور اس کے مکتبِ فکر کو ایک اور ماشاءاللہ کہنا چاہیے:

قلت كَانَ أَمِيرالجَيش وَلم يُبَاشر قتله

"میں کہتا ہوں: وہ قاتلوں کا سپہ سالار تھا لیکن خود براہِ راست قتل کرنے والا نہیں تھا!"

جیسا کہ آپ نے دیکھا، اہل سنت یہاں تک کہ قاتل اہل بیتؑ کے لشکر کے کمانڈر کو بھی قصور وار ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اسے قاتل یا قتل میں براہِ راست شریک قرار دینے سے انکاری ہیں!

ان کے مکتبِ فکر میں ضروری ہے کہ تم سید شبابِ اہل الجنت (امام حسینؑ) کے گلے میں چھرا گھونپو اور سر تن سے جدا کرو تاکہ تم قاتل کہلواؤ! اور وہ بھی کیسا قاتل!؟

ایسا قاتل جو مسلمان ہو، جسے بخشا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے، اور اس کی توہین یا لعن کرنے کا کوئی حق نہ ہو بلکہ بطور مسلمان اس کی حرمت رکھنی چاہیے اور حتیٰ کہ اس کی تعریف و ستائش بھی کی جائے!!

کیا اس گروہ کا یہی رویہ عمر بن الخطاب کے قاتل ابو لولوء کے متعلق بھی ہے؟ یا وہ اسے کافر و مجوس قرار دیتے ہیں؟

میں نے کئی بار دیکھا کہ شیعہ جماعت سقیفہ سے چاہتے ہیں کہ یزید بن معاویہ سے برائت کا اعلان کریں اور اس پر لعنت کریں، لیکن وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم لعنت نہیں کرتے اور نہ برائت کرتے ہیں کیونکہ یزید نے امام حسینؑ کے قتل کا حکم نہیں دیا اور اس میں شامل نہیں تھا۔

سب جان لیں کہ جماعتِ سقیفہ اپنے اس دعوے میں کہ چونکہ یزید کا دخل نہیں تھا اس لیے ہم اسے لعنت نہیں کرتے اور برائت نہیں لیتے، جھوٹ بول رہے ہیں کیونکہ وہ ان دیگر افراد پر بھی لعنت نہیں کرتے جو امام حسینؑ کے قتل میں براہِ راست شامل تھے، بلکہ ان کی صفائی اور دفاع میں بھی لگے ہیں، جیسا کہ اوپر عمر بن سعد کی مثال دی گئی کہ وہ اسے "ثقہ" (قابل اعتماد) مانتے ہیں۔

ابن حجر العسقلانی:

عمر ابن سعد ابن أبي وقاص المدني نزيل الكوفة صدوق ولكن مقته الناس لكونه كان أميرا على الجيش الذين قتلوا الحسين ابن علي من الثانية قتله المختار۔

عمر بن سعد بن ابی وقاص المدنی، کوفہ کا رہائشی اور صدوق (سچا اور قابل اعتماد) تھا، لیکن لوگ اس سے نفرت کرتے تھے کیونکہ وہ اس لشکر کا امیر تھا جس نے حسین بن علیؑ کو قتل کیا۔ اس لشکر کو بعد میں مختار نے قتل کیا۔[1]

ایک اور ماشاء اللہ آپ کے مذہب کے لیے کہ لشکر کے سپہ سالار جو امام حسینؑ کو شہید کرنے والے تھے، آپ کے نزدیک صدوق (سچا اور قابل اعتماد) ہیں! مرحبا ہو آپ کے مذہب کے صدوقوں کو!

وہ مکتب جو اپنے صدوق و ثقہ راویوں میں اہل بیتؑ کے قاتل رکھتا ہو، اس کا حق ہے کہ لوگوں کے قدم تلے روند دیا جائے۔

ابن حجر عسقلانی کے کلام میں ایک لطیف نکتہ ہے کہ عمر بن سعد کو مختار ثقفی نے ہلاک کیا۔

جی ہاں، مختار ثقفی رضی اللہ عنہ نے امام حسینؑ کے قاتلوں کو ایک کے بعد ایک ہلاک کیا، جیسے عمر بن سعد، ابن زیاد، حرملہ، اور شمر بن ذوالجوشن (لعنھم اللہ)۔

لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ اہل سنت کے علماء حضرت مختار ثقفی رضوان اللہ علیہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

---

[1] تقریب التہذیب، ج ۱، ص ۴۱۳

ذہبی:

مختار بن ابوعبید ثقفی الکذاب [1]

پیروان سقیفہ کے مذہب میں، اگر آپ اہل بیت رسولؐ کے قاتل ہوں، تب بھی آپ "ثقہ" (قابل اعتماد)، "صدوق" اور "تابعی" سمجھے جاتے ہیں، اور آپ کو مدح و تعریف کا حق حاصل ہوتا ہے۔

لیکن اگر آپ نواصب قاتل جیسے عمر بن سعد یا شمر ہوں؛ اگر آپ ان قاتلوں کو قتل کرتے ہیں جو اہل بیت کے قاتل ہیں، اور کسی ایسے شخص کو قتل کرتے ہیں جس نے سید شبابِ اہل الجنت (امام حسینؑ) کا سر تن سے جدا کیا ہے، تو اس صورت میں آپ ایک جھوٹے، کافر، بے دین اور خبیث ہیں، اور آپ پر لعنت و ذم، اور مختلف بے بنیاد الزامات لگائے جاتے ہیں تاکہ آپ کو تکفیر کے درجے تک پہنچایا جاسکے!

مذہب سقیفہ میں توثیق کی نشانیاں:

اہل بیتؑ سے دشمنی، ان کی توہین و سب و شتم، اور ان کی شہادت میں شریک ہونا۔

مذہب سقیفہ میں جرح، ذم اور الزام کی نشانیاں:

شیعہ ہونا، اہل بیتؑ کی دوستی اور پیروی کرنا، اور نواصب سے دشمنی اور مقابلہ کرنا۔

جی ہاں! اگر آپ نے ان کے علماء کی کتابوں میں عمر بن سعد کی توثیق اور مختار رحمتہ اللہ علیہ کو کذاب، کافر اور ملعون پکارنا دیکھا تو حیران نہ ہوں، کیونکہ ان کے نزدیک توثیق کا معیار ناصبی ہونا ہے، اور جرح و ذم کا معیار شیعہ اور اہل بیتؑ کے پیروکار ہونا ہے، اور دشمنی کا معیار نواصب سے ہونا ہے۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۵۳۹

ابن تیمیہ:

وَمِنَ المَعلُومِ أنَّ عُمَرَبنَ سَعدٍ أَمِيرَ السَّرِيَّةِ التی قَتَلَتِ الحُسَينَ، مَعَ ظُلمِهِ وَتَقدِيمِهِ الدُّنيَا عَلَى الدِّينِ، لَم يَصِل فِی المَعصِيَةِ إِلَى فِعلِ المُختَارِ بنِ أَبِی عُبَيدٍ الَّذِی أظهَرَ الانتِصَارَ لِلحُسَينِ وَقَتَلَ قَاتِلَهُ، بَل [كَانَ] هَذَا أَكذَبَ وَأَعظَمَ ذَنبًا مِن عمرِبنِ سَعد، فَهَذَا الشِّيعِیُّ شَرٌّ مِن ذَلِكَ النَّاصِبِی

"یہ بات معلوم ہے کہ عمر بن سعد، جو اس لشکر کا سردار تھا جس نے امام حسینؑ کو شہید کیا، اپنی زیادتیوں اور دنیا کو دین پر فوقیت دینے کے باوجود، مختار بن ابی عبید کے عمل کی حد تک گناہگار نہیں۔ مختار نے امام حسینؑ کے حق میں فتح حاصل کی اور ان کے قاتل کو قتل کیا، اور یہ عمل عمر بن سعد کے فعل سے زیادہ جھوٹا اور بڑا گناہ ہے۔ لہٰذا یہ شیعہ (یعنی مختار) ناصبی (یعنی عمر بن سعد) سے بدتر ہے۔"[1]

ابن تیمیہ اور اہل سقیفہ کے علماء کے نزدیک شیعہ ہونا ناصبی ہونے سے بہت زیادہ برا ہے۔ البتہ یہ بات بھی باقی ہے کہ وہ ناصبی کو برا نہیں بلکہ اچھا سمجھتے ہیں، کیونکہ وہ خود بھی نواصب کی مشیت پر عمل کرتے ہیں۔ اس کی گواہی ان کی توثیقات اور ستائش ہے جو وہ نواصب اور اہل بیتؑ کے قاتلوں کے حق میں کرتے ہیں۔ اور محرم کے مہینے کی آمد پر ان کی مبارکبادیں اور عاشورا و تاسوعا کے ایام کی تعظیم کا مقصد نواصب، بنی امیہ اور اہل بیتؑ کے قاتلوں کی سنت کو زندہ کرنا ہے۔ نیز جرح وذم اور الزامات وہ شیعوں اور نواصب کے دشمنوں کے خلاف کرتے ہیں۔

حیران کن نہیں ہے، ایسا مذہب جس نے پیغمبرؐ کی بیٹی کے قتل پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھی ہو، اس کے شاخص ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ نواصب کی توثیق کرتے ہیں، ان کی تعریف و تمجید کرتے ہیں، اور شیعوں پر انتہائی ناپسندیدہ الزامات لگاتے ہیں تاکہ ان کی تذلیل کریں۔ ان کے نزدیک عمر بن سعد کا قاتل ہونا، اس عمر بن سعد سے بھی زیادہ بدتر اور شرور ہے جو امام حسینؑ کو قتل کر چکا ہے۔ اور یہ

[1] منہج السنہ، ج ۲، ص ۷۰

بات ان کے لیے بالکل فطری ہے کیونکہ وہ قاتل حضرت فاطمہؑ کے بارے میں اس سے بھی بدتر باتیں کرتے ہیں،اور جو تعظیم و تمجید وہ اس قاتل کے لیے کرتے ہیں، وہ عمر بن سعد کی نسبت بہت کم ہے۔

آخر میں برصغیر میں نواصب کے گرو گھنٹال یعنی عبدالعزیز دہلوی اس کی بھی سن لیں:

عبدالعزیز دہلوی اپنی کتاب تحفہ میں لکھتا ہے:

"اہلسنت کے نزدیک بغض امیر المومنین و اہل بیت قوادح روایات میں سے ہے۔"

اس دن دیہاڑے جھوٹ بولنے والے یا یوں کہوں ہذیان بکنے والے کو اپنے مذہب کے محدثین کا عمل نظر نہیں آیا۔

شمر بن ذوالجوشن ﴿لَعَنَهُ الله﴾

جس پر خدا کی لعنت ہو—نے امام حسینؑ کو شہید کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا، یہاں تک کہ اس کا کردار عمر بن سعد سے بھی زیادہ شرمناک تھا۔ شمر ابتدا سے ہی اس بات پر مصر اور زور دینے والا تھا کہ امام حسینؑ لازماً بیعت کریں اور ابن زیاد کے حکم کے تابع ہو جائیں، ورنہ انہیں قتل کر دیا جائے۔

آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ یہی شمر اہل سنت کے سلف صالح (قاتل) شمار ہوتا ہے (جیسے احمد بن حنبل نے یزید کو خیر القرون میں شامل جان کر لعن سے منع کیا) اور اس کا باپ ذوالجوشن نبی اکرمؐ کے صحابہ کی فہرست میں شامل ہے۔

ا: ذہبی:

ذو الجوشن الضبابي والد الشمر له صحبة[1]

---

[1] الکاشف، ج ۱، ص ۳۸۷

۲: ابو حاتم:

ذو الجوشن الكلابي الضبابي له صحبة[1]

۳: ابن حبان:

ذُو الجوشن الكلابِي الضبابِي كنيته أَبُو شمر اسمه شُرَحبِيل بن الأَعوَر وَإِنَّمَا سمي ذُو الجوشن لِأَن صَدره كَانَ ناتئا والذوون من أَصحَاب النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ[2]

یقیناً جب شمر کا باپ ذوالجوشن صحابی ہو، تو اس کا بیٹا شمر تابعی شمار ہوگا، اور شمر تابعین میں سے ہے۔ تابعین اہل سنت کے نزدیک "خیر القرون" میں شمار ہوتے ہیں، جنہیں وہ "سلف صالح" کہتے ہیں۔ اہل سنت اپنے آپ کو ان "سلف صالح" (قاتلین) کی پیروی کا پابند سمجھتے ہیں، ایسے سلف جن میں عمر بن سعد، شمر، اور بہت سے ملعون و منافق افراد شامل ہیں۔

یاد رہے بعض جہال شمر کو مولا عباسؑ کا ماموں کہتے ہیں، یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے معاویہ کو ماموں بنایا اور معاویہ نے انہیں، لہذا انہیں اب ماموں ماموں ہر جگہ نظر آتا۔

دوسرا نکتہ یہ کہ بعض لوگ کہتے کہ شمر تو فلاں جنگ میں امام علی علیہ السلام کے ساتھ تھا تو اس سے شمر شیعہ ہو گیا، ایسے بچوں کو یہی جواب کافی ہے کہ فلاں جنگ میں ایک فلاں صحابی تھا جو قتل ہوا تو سب نے کہا یہ جنتی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ جہنمی ہے۔

باقی شمر امام علی علیہ السلام کی منصوصیت کا قائل تھا اس پر یہ زکوٹا کبھی کوئی نص پیش نہیں کر سکتا۔

شمر کا تابعی ہونا:

[1] الجرح والتعدیل، ج ۳، ص ۴۴۷

[2] الثقات ابن حبان، ج ۳، ص ۱۲۰

صلاح الدین صفدی:

قَاتل الحُسَین شمر بن ذِی الجوشن أَبُو السابغة العامری ثمَّ الضبابِی حَیّ من بنی کلاب کَانَت لِأَبِیهِ صُحبَة وَهُوَ تَابِعِی أحد من قَاتل الْحُسَیْن رَضِی الله عَنهُ وَحدث عَن أَبِیه روی عَنهُ أَبُو إِسْحَاق السبیعِی وَفد علی یزِید مَعَ أهل الْبَیْت وَهُوَ الَّذِی احتز رَأس الْحُسَیْن علی الصَّحِیح قَتله أَصْحَاب الْمُخْتَار

"امام حسینؑ کا قاتل شمر بن ذی الجوشن تھا، جو ابو السابغہ العامری، پھر الضبابی، قبیلہ بنی کلاب کی ایک شاخ سے تھا۔ اس کے والد صحابی تھے، اور خود شمر تابعی تھا وہ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت حسینؑ کو شہید کیا۔ اس نے اپنے والد سے روایت کی، اور ابو اسحاق سبیعی نے اس سے روایت کی ہے۔ وہ یزید کے دربار میں اہلِ بیتؑ کے ساتھ حاضر ہوا، اور صحیح قول کے مطابق، اسی نے امام حسینؑ کا سر تن سے جدا کیا۔ اسے مختار کے ساتھیوں نے قتل کیا۔"[1]

الامام العالم الحافظ ابن العساکر:

شمر بن ذی الجوشن ...... من بنی کلاب کانت لأبیه صحبة وهو تابعی أحد من قاتل الحسین بن علی[2]

اے سقیفہ والوں! جواب دو!

کیا یہ شمر بن ذی الجوشن، جو ایک تابعی ہے اور صحابی کا بیٹا، تمہارے سلف صالح اور "خیر القرون" میں سے ہے یا ہمارے؟

کیا تم ہی نہیں ہو جو اپنے آپ کو "سلفی" یعنی سلف (پہلوں) کے پیروکار کہتے ہو؟

---

[1] الوافی بالوفیات، ج ۱۶، ص ۱۰۵

[2] تاریخ مدینہ دمشق، ج ۲۳، ص ۱۸۶

تو پھر کیا یہ شمر تمہارے سلف میں شمار نہیں ہوتا؟ کیا تمہارے نزدیک تابعین "خیر القرون" (بہترین زمانے کے لوگ) میں شامل نہیں ہیں؟ تو یہ تابعی، جو ایک صحابی کا بیٹا تھا، اہل سنت میں سے تھا یا اہل تشیع میں سے؟

اگر تم کہو کہ وہ شیعہ تھا،

تو: اوّلاً تم جھوٹ کہتے ہو، کیونکہ اس کے شیعہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے سوائے اس بات کے کہ تم کہتے ہو وہ جنگ جمل اور صفین میں امام علیؑ کے ساتھ تھا۔

تو اگر تھا، تو کیا ہوا؟

اگر تمہارا معیارِ "شیعہ شناسی" صرف یہ ہے کہ جو امام علیؑ کے لشکر میں ہو، وہ شیعہ ہے، تو پھر تمہیں وہ صحابہ بھی شیعہ ماننے ہوں گے جو امام علیؑ کے ساتھ تھے—اور ہم اس پر تیار ہیں کہ ان صحابہ کو شیعہ مان لیں —اور اگر تم مان لو، تو پھر ہم اس مسئلے پر تم سے مختلف انداز میں بات کریں گے۔

اور اگر تمہارا معیار کچھ اور ہے، مثلاً: امام علیؑ کو تمہارے تین خلفا پر فضیلت دینا، تو پھر یہ ثابت کرو کہ عمر بن سعد اور شمر اس فضیلت کے قائل تھے۔

دوم: ہم نے ثابت کر دیا کہ شمر ایک تابعی اور صحابی کا بیٹا تھا، لہٰذا وہ تمہارے "سلف صالح" (قاتل) میں شمار ہوتا ہے، کیونکہ تمہارے نزدیک تابعین "خیر القرون" کے لوگ ہیں، اور "سلف امت" کے طور پر ان کی تعظیم و احترام لازم ہے، اور تم اہل سنت پر ان کی پیروی واجب ہے۔ اگر تم کہو کہ یہ لوگ شیعہ تھے، تو یہ تمہارے لیے ایک بدنما داغ ہے—کہ تمہارے "سلف" میں بعض شیعہ شامل تھے۔

یقیناً حقیقت یہ ہے کہ تمہارے ان نام نہاد "سلف صالح" کا نہ تو شیعہ مکتب فکر سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی یہ شیعہ ہیں، بلکہ یہ سب ناصبی ہیں۔

ہم قیامت کے دن تک ان پر لعنت، سبّ و شتم کرتے رہیں گے، اور ان سے، ان کے محبّین سے، اور ان کے پیروکاروں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بیزاری اور براءت کا اعلان کرتے ہیں۔ یہ گروہ تمہارا "سلف" ہے—وہی اہلِ سقیفہ —جن کا ہم شیعیان اہل بیتؑ سے کوئی تعلق نہیں۔

عمرو بن الحجاج الزبیدی ﴿لَعَنَهُ الله﴾

ان مجرموں میں سے جنھوں نے امام حسینؑ، ان کے ساتھیوں اور اہلِ بیتؑ کو شہید کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا، ایک بد نامِ زمانہ اور ملعون شخص "عمرو بن حجاج الزبیدی" ہے۔

یہ ملعون واقعۂ عاشورا میں عمر بن سعد کی فوج کے ایک حصے کا کمانڈر تھا، اور خود عمر بن سعد نے اسے اس عہدے پر مقرر کیا تھا۔ امام حسینؑ کو اذیت دینے اور آپؑ کی توہین کرنے کے لیے اس کی طعنہ زنی اور گستاخانہ باتیں مشہور ہیں۔

كتب إلى عمر يأمره أن يعرض على الحسين بيعة يزيد فإذا فعل ذلك رأينا رأينا وأن يمنعه ومن معه الماء فأرسل عمر بن سعد عمرو بن الحجاج على خمسمائة فارس، فنزلوا على الشريعة وحالوا بن الحسين وبين الماء وذلك قبل قتل الحسين بثلاثة أيام ونادى عبد الله بن أبي الحصين الأزدي وعداده في بجيلة يا حسين أما تنظر إلى الماء كأنه كبد السماء والله لا تذوق منه قطرة حتى تموت عطشا

" (ابن زیاد نے) عمر بن سعد کو ایک خط لکھا جس میں اسے حکم دیا کہ وہ امام حسینؑ کے سامنے یزید کی بیعت پیش کرے،

پس اگر امام حسینؑ بیعت کر لیں، تو ہم اس کے بعد اپنا فیصلہ کریں گے۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کو پانی سے محروم کر دیا جائے۔ چنانچہ عمر بن سعد نے عمرو بن الحجاج کو پانچ سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا، وہ نہرِ فرات کے کنارے (شریعہ) پر جا اُترے اور امام حسینؑ اور پانی کے درمیان حائل ہو گئے۔ یہ واقعہ امام حسینؑ کی شہادت سے تین دن قبل پیش آیا۔

اس موقع پر عبداللہ بن ابی الحصین ازدی (جو قبیلہ بجیلہ سے تھا) نے طعنہ زنی کرتے ہوئے پکار کر کہا: "اے حسین! کیا تم اس پانی کو نہیں دیکھتے؟ یہ آسمان کے جگر کی مانند چمک رہا ہے! خدا کی قسم! تم اس کا ایک قطرہ بھی نہ پی سکو گے، یہاں تک کہ پیاس کی شدت سے مر جاؤ گے!"[1]

اس کے علاوہ یہ شخص کمانڈر تھا:

وَجَعَلَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَلَى مَيْمَنَتِهِ عَمْرَو بْنَ الْحَجَّاجِ الزُّبَيْدِيَّ، وَعَلَى الْمَيْسَرَةِ شِمْرَ بْنَ ذِي الْجَوْشَنِ

"عمر بن سعد نے اپنی فوج کے دائیں حصے کا سپہ سالار عمرو بن حجاج الزبیدی کو مقرر کیا، اور بائیں حصے کا کمانڈر شمر بن ذی الجوشن کو بنایا۔"[2]

نادى منادي المختار: من أغلق بابه فهو آمن إلا من شرك في دماء آل محمد. وكان عمرو بن الحجاج الزبيدي ممن شهد قتل الحسين فركب راحلته وأخذ طريق واقصة فلم ير له خبر حتى الساعة، وقيل أدركه أصحاب المختار وقد سقط من شدة العطش فذبحوه وأخذوا رأسه.

"مختار (ثقفی) کے لشکر کی جانب سے منادی (اعلان) کروایا گیا: "جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے، وہ امان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے آلِ محمدؐ کے خون میں حصہ لیا ہو۔" عمرو بن حجاج الزبیدی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے امام حسینؑ کے قتل میں شرکت کی تھی۔

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر، ج ۴، ص ۵۳، تاریخ طبری، ج ۴، ص ۳۱۲

[2] البدایہ النہایہ، ج ۱۱، ص ۵۳۳، تاریخ طبری، ج ۵، ص ۳۲۱

وہ (انتقام کے خوف سے) اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور واقصہ کے راستے پر روانہ ہو گیا، اور پھر اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہ ملی —— یہاں تک کہ اب تک۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مختار کے ساتھیوں نے اسے پا لیا جبکہ وہ پیاس کی شدت سے گر چکا تھا، چنانچہ انہوں نے اسے ذبح کر دیا اور اس کا سر قلم کر کے لے گئے۔"[1]

یہ ملعون عمرو بن حجاج الزبیدی تھا کون؟:

یہ شخص اہل سنت کے "سلف صالح" (جو قاتل بھی ہیں) میں سے ہے، اور ایک بڑا تابعی شمار ہوتا ہے، اور بعض علماء جماعت سقیفہ کے نزدیک اسے صحابی بھی مانا جاتا ہے۔

ابن حجر طبرانی سے نقل کرتا ہے:

عمرو بن حجاج الزبیدی: ذکرہ الطّبرانیّ أنّ له صحبة. و استدرکه ابن فتحون. و الله أعلم[2]

ابن اثیر:

عَمْرو بْن الحجاج الزبیدی قَالَ ابْنُ إِسْحَاق: كَانَ مسلمًا عَلَى عهد رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وله مقام محمود حين أرادت زبيد الردة

عمرو بن حجاج الزبیدی کے بارے میں ابن اسحاق نے کہا:

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مسلمان تھا، اور اس کا ایک نیک مقام تھا، جب زبید نے ارتداد کی کوشش کی تھی۔[3]

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر، ج۴، ص۲۳۶، البدایہ والنہایہ، ج۸، ص۲۹۸

[2] تمییز الصحابہ، ج۴، ص۵۱۰

[3] اسماء الصحابہ، ج ۱، ص ۴۰۴

ذہبی کے نزدیک: نمبر ۴۳۶۵ میں عمرو بن الحجاج الزبیدی کا ذکر ہے۔

یہ ملعون شخص اہل سنت کے سلف میں سے اور بزرگ تابعین میں شمار ہوتا ہے، اور بعض علماء جماعت عمریہ جیسے طبرانی اور ذہبی نے اسے صحابی بھی قرار دیا ہے۔

چاہے اسے تابعی مانیں یا صحابی، دونوں صورتوں میں وہ ان کے سلف میں شامل ہے، اور اسے شیعہ کہنا بالکل بے بنیاد بات ہے۔ یہ ملعون وہی ہے جس نے امام حسینؑ کو کوفہ بلایا، مگر جب امامؑ نے وہاں جانا شروع کیا تو اس نے امامؑ کے خلاف غداری کی اور دشمنی اختیار کرلی۔

وكتب شبث بن ربعي وحجار بن أبجر ويزيد بن الحارث ويزيد بن رويم وعزرة ابن قيس وعمرو بن الحجاج الزبيدي ومحمد بن عمير التميمي أما بعد فقد اخضر الجناب وأينعت الثمار وطمت الجمام فإذا شئت فاقدم على جند لك مجند والسلام عليك

"شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن الحارث، یزید بن ریئم، عزرۃ ابن قیس، عمرو بن الحجاج الزبیدی، اور محمد بن عمیر التمیمی نے لکھا: "باغ سرسبز ہوگئے ہے، پھل تیار ہو چکے ہیں، اور خوشبو پھیل گئی ہے، اگر تم چاہو تو اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھو، تمہارے لیے فوج تیار ہے۔"[1]

عمرو بن حریث مخزومی ﴿لَعَنَهُ اللہ﴾

یہ مجرم ان افراد میں سے ہے جنہوں نے واقعہ عاشورا میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ ملعون اہل کوفہ کی قیام کو کچلنے اور حضرت مسلم بن عقیلؑ کو شہید کرنے میں بنیادی کردار رکھتا تھا۔ اموی حکومت کے اہم عناصر میں شمار ہوتا تھا، خاص طور پر عراق اور کوفہ میں۔

---

[1] تاریخ طبری، ج ۴، ص ۲۶۲

وَبَعَثَ ابْنُ زِيَادٍ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ الْمَخْزُومِيَّ - وَكَانَ صَاحِبَ شُرْطَتِهِ — وَمَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْأَشْعَثِ فِي سَبْعِينَ أَوْ ثَمَانِينَ فَارِسًا، فَلَمْ يَشْعُرْ مُسْلِمٌ إِلَّا وَقَدْ أُحِيطَ بِالدَّارِ الَّتِي هُوَ فِيهَا، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهِمْ بِالسَّيْفِ فَأَخْرَجَهُمْ مِنَ الدَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأُصِيبَتْ شَفَتُهُ الْعُلْيَا وَالسُّفْلَى، ثُمَّ جَعَلُوا يرمونه بالحجارة ويلهبون النار فى أطناب القصب فَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ بِسَيْفِهِ فَقَاتَلَهُمْ...

"ابن زیاد نے عمرو بن حریث المخزومی کو بھیجا جو اس کی پولیس کا سردار تھا اور اس کے ساتھ عبدالرحمن اور محمد بن الاشعث تھے، جن کے ساتھ ستر یا اسی سوار تھے۔ مسلم بن عقیلؑ کو معلوم بھی نہ ہوا کہ اس کے گھر کو گھیر لیا گیا ہے، پھر وہ لوگ اس کے گھر میں داخل ہوئے، مسلمؑ نے تلوار اٹھائی اور تین بار انہیں گھر سے باہر نکالا۔ ان کا اوپری اور نچلا ہونٹ زخمی ہو گئی۔ بعد میں انہوں نے اس پر پتھر برسانا شروع کر دیا اور گنے کے گچھوں میں آگ لگا دی، اس نے ان تکلیف دہ حالات میں برداشت نہیں کیا، تو وہ اپنے تلوار کے ساتھ باہر نکل آیا اور ان سے لڑنے لگا۔"[1]

یہ ملعون امام علیؑ کے شیعہ جیسے حضرت میثم تمارؓ، حجر بن عدیؓ اور دیگر شیعوں کے قتل میں بھی کردار رکھتا تھا، جس پر ہم کسی اور موقع پر تفصیل سے بات کریں گے۔

اس ملعون کا صحابی ہونا:

شمس الدین الذہبی۔

عمرو بن حريث أبو سعيد المخزومي صحابي[2]

ابو حاتم الرازي؛

---

[1] تاریخ طبری، ج۴، ص۲۷۹، البدایہ والنہایہ، ج۸، ص۱۶۷

[2] الکاشف، ج۲، ۷۴

عمرو بن حريث أبو سعيد المخزومي القرشي سكن الكوفة رأى النبي صلى الله عليه وسلم يصلي في نعلين مخصوفتين وسمع منه ومسح برأسه ودعا له بالبركة

"عمرو بن حریث ابو سعید المخزومی قریشی جو کوفہ میں رہتا تھا، نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ وہ دو پھٹے ہوئے چپلوں میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے نبی ﷺ کی باتیں سنی، ان کے سر پر ہاتھ پھیرے اور ان کے لیے برکت کی دعا کی۔"[1]

جمال الدین مزی:

عَمْرو بن حريث بن عَمْرو بن عُثْمَان بْن عَبد اللهِ بْن عُمَر بْن مخزوم القرشي المخزومي، أَبُو سَعِيد الكوفي، له صُحبَةٌ، وهو أخو سَعِيد بْن حريث رَوَى عَن: النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم...

"عمرو بن حریث بن عمرو بن عثمان بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم القریشی المخزومی، ابو سعید کوفی، ان کو (صحابیت) کا شرف حاصل ہے، اور یہ سعید بن حریث کے بھائی ہیں۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے۔"[2]

صحابی ہونا اس ملعون کا امر قطعی ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اور نبیؐ سے سماع (تعلیم وحدیث سننا) رکھتا تھا۔

مخالفین سے ہمارے سوالات:

کیا تمہیں جھوٹ بولنے پر شرم نہیں آتی؟ اور شیعوں پر یہ بہتان لگانے پر کہ امام حسینؑ کے قاتل خود شیعہ ہی تھے؟

کیا آپ کے مذہب میں جھوٹ بولنا اور بہتان لگانا حلال ہے؟

---

[1] الجرح والتعدیل، ج۶، ص۲۲۶

[2] تہذیب الکمال، ج۲۱، ص۵۸۱

اے سمرہ بن جندب کے پیروکارو —— جو شراب فروش تھا![1]

اللہ تمہیں ہلاک کرے! تم نبیوں کی اولاد کو قتل کرتے ہو اور صدیقین کی زبان سے باتیں کرتے ہو؟! کیوں تم اعتراف کرنے کو تیار نہیں ہو کہ تمہارے وہ "عادل صحابہ" اور ان کی اولاد میں سے تابعین، اور تمہارے باقی سلف، خود نبی کے اہل بیتؑ کے قاتل ہیں؟ اگر تم اعتراف کرنے پر آمادہ نہیں ہو، تو مت کرو! لیکن پھر کیوں اپنے سلف (پیشروؤں) کے ان افعال کا الزام ہم شیعوں پر ڈالتے ہو؟ کیا صحابہ اور تابعین تمہارے مقدسات میں شمار ہوتے ہیں یا ہمارے؟

کیا وہ جماعت تمہارے عقائد کا حصہ ہے یا ہمارے؟ کیا شیعوں نے امام حسینؑ کو قتل کیا، یا یہ کہ انہوں نے امامؑ کی حمایت کی، اور دفاع میں ایک کے بعد ایک شہید ہوتے گئے؟

کیا شیعوں نے امام کو قتل کیا، یا وہی شیعہ جنہیں حضرت مسلم بن عقیلؑ کی مدد کرنے پر قتل کر دیا گیا —— جیسے حضرت ہانی بن عروہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہ) —— یا وہ جنہیں ابتداء میں ابن زیاد نے قید کر لیا، اور پھر جب وہ رہا ہوئے تو مختار کی قیادت میں قیام کیا اور امام حسینؑ کے قاتلوں کو ایک ایک کر کے ہلاک کیا؟

وہی مختار ثقفی جسے تمہارے مذہب (اہل سنت) میں "کذاب" "کافر" "قبیح" "ملعون" اور "شرور" قرار دیا گیا ہے!

جس پر ہر قسم کا الزام لگایا گیا تا کہ اسے کفر کے درجے تک پہنچایا جا سکے —— صرف اس وجہ سے کہ اس نے آل محمدؐ کے قاتلوں کی نیندیں حرام کر دی تھیں! مگر اس کے برعکس، امام حسینؑ کے قاتل عمر بن سعد کو تمہارے علماء نے "ثقہ" (قابل اعتماد) اور "صدوق" (سچا) قرار دیا! اب فیصلہ کرو —— ان دونوں میں سے کون شیعہ تھا، اور کون تمہارے عقائد پر ہے؟

جواب بالکل واضح ہے: عمر بن سعد اہل سنت میں تھا، اور مختار ثقفی ایک شیعہ تھا۔

---

[1] صحیح مسلم، ج۳، ص ۱۲۰۷

سابقہ اہلِ سنت شخصیات کا نام پیمان شکنوں اور قاتلوں کے حصے میں لینے کے بعد، اب باری ان فرمانرواؤں کی ہے جو اس دور میں حکمران تھے اور نظریاتی طور پر اہلِ سنت تھے۔

۱: اُس زمانے کا خلیفہ: یزید بن معاویہ بن ابوسفیان

۲: کوفہ میں خلیفہ کا والی وامیر: عبیداللہ بن زیاد بن ابیہ

یزید، اہلِ سنت کے "خال الفاسقین معاویہ بن ابوسفیان کا بیٹا:

یہ یزید، جو ناصبی (اہل بیتؑ کا دشمن)، شرابی اور امام حسین (علیہ السلام) کا قاتل تھا، اہل سنت کے بارہ خلفاء میں سے ایک ہے۔(وہ شخصیات جن کے بارے میں اہل سنت کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے 'میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے' والی حدیث میں ان کی طرف اشارہ کیا تھا، ان بارہ میں ایک یزید بن معاویہ بھی بتایا جاتا ہے۔)

اسلام یزید کے دور میں اتنا 'عزیز و محترم' ہو گیا تھا کہ اہل بیتِ پیغمبرؐ کو عراق میں شہید کیا جا رہا تھا اور ان کے سروں کو تن سے جدا کیا جا رہا تھا۔ مدینہ منورہ —— پیغمبرؐ کا شہر —— میں صحابہ اور اکابر تابعین اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، اور تین دن تک مدینہ میں عجیب انداز میں قتل وغارت ہوتی رہی۔ ان تمام صحابہ و تابعین کو قتل کر دیا گیا۔

مکہ مکرمہ کی طرف رخ کریں تو وہاں کعبہ —— جو اللہ کا مقدس ترین مقام ہے —— کو آگ لگا دی گئی۔ خلاصہ یہ کہ یزید کے دور میں اسلام اپنی 'عظمت' کی انتہا پر پہنچا ہوا تھا۔

اہل سنت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یزید کے ممنون و مقروض رہیں گے، کہ اس نے اسلام کو اتنی 'عزت' بخشی۔ اور اس کے والد معاویہ کے بھی شکر گزار ہوں، کیونکہ اگر وہ یزید کو اپنا جانشین مقرر نہ کرتا، تو اسلام کو یہ 'عزت' نصیب نہ ہوتی۔

کیا اچھے خلفاء ہیں، اور کیا زبردست عقل ہے اہل سنت کی، ماشاءاللہ! تبارک اللہ

اہل سنت کا خلیفہ:

ابن تیمیہ:

«لَا يَزَالُ الْإِسْلَامُ عَزِيزًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ». وَهَكَذَا كَانَ، فَكَانَ الْخُلَفَاءُ: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، ثُمَّ تَوَلَّى مَنِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَصَارَ لَهُ عِزٌّ وَمَنَعَةٌ: مُعَاوِيَةُ، وَابْنُهُ يَزِيدُ۔[1]

ابن کثیر:

أَنَّ الْخُلَفَاءَ الْأَرْبَعَةَ; أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ، خِلَافَتُهُمْ مُحَقَّقَةٌ بِنَصِّ حَدِيثِ سَفِينَةَ: «الْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً». ثُمَّ بَعْدَهُمُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ........[ثُمَّ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ ابْنُهُ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ[2]

اہلسنت کا امام کیسا تھا:

ناصبی و قاتل امام حسینؑ و اہل قبائح و منکرات:

وَكَانَ نَاصِبِيًّا فَظًّا غَلِيظًا جِلْفًا يَتَنَاوَلُ الْمُسْكِرَ وَيَفْعَلُ الْمُنْكَرَ. افْتَتَحَ دَوْلَتَهُ بِمَقْتَلِ الشَّهِيدِ الْحُسَيْنِ وَاخْتَتَمَهَا بِوَاقِعَةِ الْحَرَّةِ فَمَقَتَهُ النَّاسُ وَلَمْ يُبَارَكْ فِي عُمُرِهِ. وَخَرَجَ عَلَيْهِ غَيْرُ وَاحِدٍ بَعْدَ الْحُسَيْنِ: كَأَهْلِ الْمَدِينَةِ قَامُوا لِلّٰهِ..

"اور وہ (یزید) ناصبی (اہل بیت کا دشمن)، سخت مزاج، سنگدل اور بد اخلاق تھا۔ نشہ آور چیزیں پیتا تھا اور برے کام انجام دیتا تھا۔ اس نے اپنی حکومت کا آغاز شہید حسینؑ کے قتل سے کیا اور اس کا انجام واقعہ حرّہ (مدینہ پر حملہ) پر ہوا۔ پس لوگ اس سے نفرت کرنے

---

[1] منہاج السنہ ج ۸ ص ۲۳۸

[2] البدایہ، ج ۹، ص ۲۸۶،

لگے اور اس کی عمر میں برکت نہ ہوئی۔ امام حسینؑ کے بعد اور بھی لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، جیسے اہلِ مدینہ جو اللہ کے لیے قیام پذیر ہوئے۔"[1]

یزید بن معاویہ ایک ناصبی (اہل بیت دشمن)، تند خو اور بے ادب (جلف) شخص تھا، جو شراب پیا کرتا تھا۔[اگر سمرہ بن جندب (ایک معروف صحابی) فوت نہ ہوا ہوتا تو شاید یزید اپنی شراب بھی اسی 'عادل صحابی' اہل سنت سے خریدتا!) وہ منکرات (فواحش و منہیات) کا مرتکب تھا اور اس نے اپنی حکومت کا آغاز امام حسینؑ کے قتل سے کیا۔

مگر اہلِ خلاف (یعنی اہل سنت) کی آن لائن خنزیر صفت اولاد اپنے علماء سے بھی بڑے عالم بن بیٹھے ہیں، اور امام ذہبی کی باتوں کو بھی رد کر دیتے ہیں! کہتے ہیں کہ امام ذہبی سے یہاں غلطی ہوئی ہے۔

ہم کہتے ہیں: بات صاف ہے — یا تو ذہبی نے سچ کہا ہے یا جھوٹ! دونوں باتیں ایک ساتھ نہیں ہو سکتیں۔ فیصلہ کرو، یا وہ یزید کے بارے میں سچ کہہ رہا ہے یا پھر اس نے جھوٹ بولا اور یزید پر تہمت لگائی!"

اور تم نواصب! جب ذہبی حضرت مختار ثقفی (رضوان اللہ علیہ) کو 'کذاب' (جھوٹا) کہتا ہے تو وہ قول تمہارے لیے قابل قبول اور درست ہوتا ہے۔ لیکن جب وہی ذہبی یزید کو 'ناصبی' کہتا ہے، کہ وہ شراب پیتا تھا اور منکرات کا مرتکب تھا، تو تم کہتے ہو: نہیں، یہ غلط ہے، یہ توہین ہے، یہ بہتان ہے! اب بتاؤ: تمہارا یہ علمِ رجال کا امام سچ بول رہا ہے یا (نعوذ باللہ) تمہارے نبی کی طرح مسحور اور ہذیان گو ہے؟!

---

[1] سیر اعلام النبلاء ج۵ ص۶

خلیفہ کا والی و امیر بر کوفہ: عبید اللہ بن زیاد بن ابیہ

اس ملعون (ابن زیاد) کا امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کرنے، اہل کوفہ کے قیام کو کچلنے، اور واقعہ عاشورا سے پہلے اور بعد میں شیعیانِ علیؑ کو قتل کرنے میں جو کردار تھا، وہ تمام مکاتب فکر—شیعہ و سنی —کے نزدیک متفق علیہ اور ناقابل انکار ہے۔ اس کے کفریہ افعال و جرائم پر سب کا اجماع ہے۔

1. قتل میں اسراف (اندھادھند قتل و غارت)

ابن زیاد قتل میں کسی حد یا معیار کا قائل نہ تھا۔ جو شخص بھی اس کی نظر میں مخالف قرار پاتا، بلا کسی لحاظ کے قتل کا حکم دے دیتا۔

اس کی واضح مثال حضرت مسلمؑ بن عقیل ہیں، جو ابن زیاد کے کوفہ آنے کے صرف چند دن بعد ہی اس کے حکم پر شہید کر دیے گئے —بغیر اس بات کی پرواہ کیے کہ وہ رسول خدا ﷺ کے نواسے کے نمائندے تھے۔

2. خوف و ہراس پھیلانا

ابن زیاد نے اہلِ کوفہ کو خوفزدہ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اس نے افواہ پھیلائی کہ شام سے دس ہزار کا لشکر کوفہ کو گھیرے میں لینے والا ہے، اور اگر لوگوں نے حسین بن علیؑ کی حمایت نہ چھوڑی، تو پورا شہر تباہ کر دیا جائے گا۔

اس نے اہلِ کوفہ کو دھمکی دی: اگر تمہیں اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی سلامتی عزیز ہے تو حسینؑ کی حمایت سے دستبردار ہو جاؤ اور ہمارے اس اختلاف میں دخل نہ دو۔

اس نے امام حسینؑ کے شیعہ و محب افراد کو شہید کرنے کے بعد ان کے اجساد شہر میں گھمائے تاکہ عوام عبرت پکڑیں، خوفزدہ ہوں، اور امام حسینؑ کی مدد سے باز رہیں۔

3. لالچ و رشوت:

ابن زیاد نے عوام کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے رشوت، مال و دولت، اور سیاسی وعدے دیے۔

اس نے درہم و دینار بانٹ کر کئی لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا، اور بااثر شخصیات کو عہدے، جاگیریں، یا سیاسی وعدے دے کر خریدا تاکہ ان کے پیچھے چلنے والی عام عوام بھی حکومتی کیمپ میں شامل ہو جائے۔

مثلاً: عمر بن سعد کو "ملک ری" (ری کا گورنر بننے کا وعدہ) دے کر امام حسینؑ کے خلاف کھڑا کر دیا —— مگر آخر کار یہ وعدہ بھی پورا نہ ہوا، اور وہ ابدی ہلاکت کا شکار ہوا۔

کربلا کے بعد ابن زیاد کی حمایت اور یزید کی خاموشی

جب کوفہ کا قیام کچلا گیا، کربلا کا ہولناک قتلِ عام انجام پا گیا، اور اہل بیتؑ رسول ﷺ کو شہید کر دیا گیا —— تو یزید بن معاویہ نے نہ صرف ابن زیاد کو سزا نہ دی، بلکہ اسے بدستور کوفہ کا گورنر برقرار رکھا۔

نہ کوئی بازپرس ہوئی، نہ عزل (برطرفی) —— بلکہ وہی منصب و اختیار اس کے پاس باقی رہا۔

یہ بات واضح طور پر یزید کی رضامندی کو ظاہر کرتی ہے۔ یعنی یزید اپنے گورنر ابن زیاد کے ان تمام افعال پر خوش تھا، اور اس کی تقرری کو باقی رکھ کر یزید نے عندیہ دیا کہ اگر کوئی اور قیام یا بغاوت ہو، تو ابن زیاد اس کو بھی اسی طرح کچل دے —— گویا امام حسینؑ کی شہادت کا "انتقام" پورے اہل بیتؑ و شیعیان سے لیا جائے۔

توہین و سبِّ امام حسینؑ و امام علیؑ توسط ابن زیاد —— زنازادہ، فرزند زنازادہ:

(ابن زیاد) صعد المنبر فخطبهم وقال: الحمد لله الذي أظهر الحقّ وأهله، ونصر أمير المؤمنين يزيد وحزبه، وقتل الكذّاب ابن الكذاب الحسين بن عليّ وشيعته فوثب إليه عبد الله بن عفيف الأزدي ثمّ الوالبيّ، وكان ضريراً قد ذهب إحدى عينيه يوم الجمل مع عليّ والأخرى بصفّين معه أيضاً، وكان لا يفارق المسجد يصلّي فيه إلى الليل ثم ينصرف، فلمّا سمع مقالة ابن

زیاد قال: یا ابن مرجانة! إنّ الكذاب ابن الكذاب أنت وأبوك والذی ولاّك وأبوه! یا ابن مرجانة أتقتلون أبناء النبیّین وتتكلّمون بكلام الصّدیقین

ابن زیاد (لعنۃ اللہ علیہ) نے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا اور کہا:

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے حق اور اہلِ حق کو ظاہر کیا، اور امیر المؤمنین یزید اور اس کے گروہ کو فتح دی۔ اور جھوٹے، جھوٹے کے بیٹے، حسینؑ بن علیؑ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا!" یہ سن کر ایک مردِ مجاہد، بزرگ، اور نابینا شخص عبداللہ بن عفیف ازدی (از قبیلۂ وائل) کھڑا ہوا۔ یہ وہ شخص تھا جس کی ایک آنکھ جنگِ جمل میں امام علیؑ کے ہمرکاب لڑتے ہوئے گئی تھی، اور دوسری آنکھ جنگ صفین میں۔ وہ مسجد میں دن بھر عبادت کرتا اور رات کو واپس گھر جاتا۔ جب اس نے ابن زیاد کی یہ توہین آمیز باتیں سنیں تو فوراً پکار اٹھا:

اے ابن مرجانہ (ابن زیاد)! جھوٹا، جھوٹے کا بیٹا تو ہے— اور تیرا باپ، اور جس نے تجھے حکومت دی، اور اس کا باپ بھی!"

"اے ابن مرجانہ! کیا تم نبیوں کے بیٹوں کو قتل کرتے ہو— اور پھر صدیقوں کی طرح پاک باتیں بولتے ہو؟![1]

آب و پانی سے محرومی کا حکم:

جاء من عبید الله بن زیاد كتاب إلى عمر بن سعد أما بعد فحل بین الحسین وأصحابه وبین الماء ولا یذوقوا منه قطرة كما صنع بالتقی الزكی المظلوم أمیر المؤمنین عثمان بن عفان قال فبعث عمر بن سعد عمرو بن الحجاج على خمسمائة فارس فنزلوا على الشریعة وحالوا بین حسین وأصحابه وبین الماء أن یسقوا منه قطرة وذلك قبل قتل الحسین بثلاث

[1] تاریخ طبری ج ۴ ص ۳۵۱۔ انساب الاشراف ج ۳ ص ۲۱۰۔ تاریخ کامل ج ۴ ص ۸۳۔

ابن زیاد نے عمر بن سعد کو لکھا کہ امام حسینؑ اور ان کے یاران کے درمیان مانع پانی پیدا کرے تا کہ وہ ایک قطرہ بھی پانی نہ پی سکیں، بالکل ویسے ہی جیسے مظلوم وپرہیزگار امیر المؤمنین عثمانؓ کے ساتھ کیا گیا تھا۔[1]

سوال:

کیاایک شیعہ شخص حضرت عثمان کواس طرح القاب اور اوصاف سے یاد کرتا ہے؟

عمومی طور پر، شیعہ مکتب فکر حضرت عثمان کو ایک خلفائے راشدین میں شمار کرتا ہے، لیکن ان کے دور خلافت میں بعض واقعات اور سیاسی کشمکش کی بنیاد پر ان کی حکومت کو کچھ شیعہ علماء تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، خاص طور پر ان کی بعض پالیسیوں اور واقعات جیسے کہ محاصرہ اور بعض ناانصافیوں کے حوالے سے۔

تاہم، شیعہ مکتب فکر میں بھی علیؑ اور ان کے اہل بیتؑ کے احترام کا خاص اہتمام ہے، اور عثمان کی شخصیت کو توہین یا گستاخی کا عمومی رویہ نہیں پایا جاتا۔

البتہ مختلف شیعہ متون اور روایات میں تاریخی حقائق اور بعض تنقیدوں کی بنیاد پر کچھ حوالہ جات ملتے ہیں، لیکن یہ ہر شیعہ کا عمومی رویہ نہیں ہوتا۔

سوال:

کیا کوئی شیعہ شخص عثمان کو ان القاب اور اوصاف کے ساتھ یاد کرتا ہے؟ اور کیا وہ اہل بیتؑ کے خلاف اس لیے انتقام لینے کا حکم دیتا ہے کیونکہ عثمان ہلاک ہوا؟ کیا یہ طریقہ کار شیعہ ہے یا اہل سنت کا جو عثمان کی ہلاکت کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور امام علیؑ اور امام حسینؑ کے خلاف انتقام لینے کے پیروکار ہیں، خاص طور پر ابن زیاد کے دور میں؟

---

[1] تاریخ طبری ج ۴ ص ۳۱۱

حضرت اباعبداللہ الحسینؑ کے سر کی جسارت اور توہین:

ابن زیاد کے افعال واعمال میں ایک انتہائی تعجب خیز عمل یہ ہے جو آل محمدؑ کے ساتھ اس کی شدید دشمنی اور بغض کو ظاہر کرتا ہے۔

دوسری تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ عمل ابن زیاد صحیح ترین کتب اہل سنت میں سے ایک، یعنی کتاب صحیح بخاری میں روایت ہوا ہے، جسے اہل سنت مکمل صحیح مانتے ہیں۔ ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ یہ روایت صحیح بخاری میں موجود ہے، ورنہ اگر یہ روایت اسی سند کے ساتھ کسی اور کتاب میں ہوتی تو ناصبی جماعت اور عبیداللہ ابن زیاد کے طرفداران اس کی تضعیف کرنے کی کوشش کرتے۔ اب ان کے پاس اس روایت کو قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔ یہ روایات نہ صرف عمل ابن زیاد کو ظاہر کرتی ہیں بلکہ ایک اور اہم حقیقت کی بھی نشاندہی کرتی ہیں، جس کا ذکر اس سلسلہ وار گفتگو کے باقی حصے میں کیا جائے گا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُتِيَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا، فَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

اس روایت کو ان کی دوسری کتابوں میں صحیح سند کے ساتھ اور بغیر تدلیس کے دیکھیں تاکہ آپ اس فاجعے کی گہرائی کو سمجھ سکیں:

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ، فَجِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ، فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيبٍ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا، لِمَ يُذْكَرُ قَالَ: قُلْتُ: أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[2]

حضرت اباعبداللہ الحسینؑ کے بلند مقام کے ساتھ فرزندانِ زنا کی یہ عظیم توہینیں!

کیا یہ لوگ شیعہ تھے یا وہی لوگ ہیں جو مکتب سقیفہ کے پیروکار ہیں؟

---

[1] بخاری ج۵ ص۲۶

[2] سنن ترمذی ج۸ ص۲۸۷

واقعہ عاشورا پر راضی اور اس کے سامنے خاموش رہنے والے لوگ:

یقیناً اگر اموی حکمران اور اُس دور کے حکمران جانتے کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد صحابہ، تابعین اور عوام بپا ہوں گے اور ان کے لیے بڑا خطرہ ہو گا تو وہ کبھی اہل بیتؑ کے خلاف یہ بڑا جرم نہیں کرتے۔ لیکن امت میں رسول اللہ ﷺ کے بعد جو گمراہی آئی، اس کی وجہ سے حکمران اس بات پر یقین کر گئے کہ لوگ خاموش رہیں گے اور کسی قسم کا ردعمل نہیں دیں گے، اس لیے انہوں نے سب سے سخت کارروائی بھی کی تو بھی مسلمانوں کو کچھ فرق نہیں پڑے گا۔

اسی بنیاد پر، جو لوگ واقعہ عاشورا پر راضی تھے یا اس پر خاموش رہے اور آلِ نبیؑ کی بے حرمتی کو برداشت کیا، ان کا حکم وہی ہے جو قاتلوں کا ہے، اور اس پر کوئی اختلاف نہیں کیونکہ بہت سے احادیث میں آیا ہے کہ انسان قیامت کو اُن کے ساتھ اٹھایا جائے گا جنہیں وہ پسند کرتا ہے اور ان کے عمل کو اپناتا ہے۔ اسی لیے، بہت سے سقیفہ کے پیروکار جو قتل امام حسینؑ کو جائز سمجھتے ہیں اور یزید، معاویہ اور عاشورا کے دیگر ذمہ داروں کو دوست رکھتے ہیں، قیامت میں ان لوگوں کے ساتھ محشور ہوں گے۔ لیکن شیعہ اہل بیتؑ جو امام حسینؑ اور ان کے یاروں سے محبت رکھتے ہیں اور مخالفین کو نواصب، کفار اور منافق سمجھتے ہیں اور ان سے براءت ظاہر کرتے ہیں، یقیناً قیامت میں ہمارے سردار سید الشہداء اباعبداللہ الحسینؑ کے ساتھ محشور ہوں گے۔

صحابہ کرام اور کبار تابعین میں سے کثیر تعداد ایسی تھی جو واقعۃ عاشورا کی سنگین جرم کے سامنے خاموش رہی۔

ان میں سے ایک انس بن مالک ہیں:

وہ عادل صحابی، جو اہل سنت میں بھی معتبر ہیں، جب امام حسینؑ کربلا میں محصور تھے اور شہادت کے قریب تھے، مدد کو نہ پہنچے۔ جب امام اور ان کے یاران شہید ہو گئے اور امام کا سر بریدہ ان ملعون ابن زیاد کے سامنے طشت میں اس کے پاس رکھا گیا، تو اس حرامزادہ نے امام حسینؑ کے مقدس سر کی بے حرمتی کی۔ وہ عادل صحابی، جو اہل سنت کے فلکیات کے ماہر سمجھے جاتے ہیں، اس جرم اور بے حرمتی کا مشاہدہ کرنے والے اور وہاں حاضر تھے، لیکن انہوں نے ابن زیاد کو نہ روکا، نہ اسے خبردار کیا کہ ایسا کرنا چھوڑ دے، اور نہ اس کے فعل سے براءت یا نفرت کا اظہار کیا، بلکہ خاموش رہے اور ایک جملہ کہا جس نے ان کے گناہ کو مزید بڑھا دیا:

"یہ حسین رسول اللہؐ کے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔"

اے انس بن مالک! جب تم جانتے تھے کہ یہ حسینؑ رسول اللہؐ سے سب سے زیادہ مشابہ ہے تو پھر تم نے اس کی مدد کیوں نہیں کی؟ ابن زیاد کو اس مقدس سر کی بے حرمتی سے کیوں نہیں روکا؟ اسے دردناک عذاب کی خبردار کیوں نہیں کیا؟ تم نے اس کے فعل سے براءت کیوں نہیں ظاہر کی؟ اور اس مجلس میں اس بے حرمتی کے مشاہدہ کرنے والوں میں شامل کیوں رہے؟

اے مالک بن انس کے پیروکارو، جواب دو!

یاد رکھو کہ پیروان محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں منکر کی نہی کرنا واجب ہے، لیکن تم جو مالک بن انس کے پیروکار ہو، ان کے اعمال کے ذمہ دار ہو۔

کیا مالک بن انس تمہارے عقائد اور مقدسات میں سے ہے یا ہمارے؟

مالک بن انس کے علاوہ، عبداللہ بن عمر کا نام بھی ان میں شامل ہے جنہوں نے امام کی مدد نہ کی اور عاشورا کے بعد ان قاتلوں کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا۔ جب مدینہ کے لوگ یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، تب عبداللہ بن عمر یزید اور اس کی خلافت کی حمایت کرنے لگا اور قیام مدینہ کے خلاف تھا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ عاشورا کے واقعہ کے بعد بھی، جب اہل بیتؑ کو قتل کیا گیا، عبداللہ بن عمر جو پہلے یزید کی خلافت کے مخالف تھے، بعد میں اس کے بیعت کنندگان اور حمایتی بن گئے اور اس کے خلاف قیام کے مخالف ہو گئے۔

نتیجہ:

پس ان تمام مراحل میں ہم نے ثابت کیا کہ نواصب اہل کوفہ کی آڑ میں اپنے سلف صالحین (قاتلین) کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں یہ تا قیامت ثابت نہیں کر سکتے کہ امام حسین کی شہادت میں کسی شیعہ حقیقی کا عمل دخل تھا۔